Dr. Rizwana Perween

R.N College Hajipur Vaishali

B.A Part- I

Paper- 1st

Topic:- Ghalib ke chand Asha'ar ki tashrih.

Time:- 10:30 - 11:20 - A.M

Date :- 15.10-2020

غزلوں کی تشریح

مرزا اسد اللہ خان غالب

دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں　　　خاک ایسی زندگی پر کہ پتھر نہیں ہوں میں

کاش میں ایک پتھر ہوتا جس کو تیری ٹھوکریں ہی لگ جاتیں۔ مجھے اس بات کا بہت قلق ہے کہ میں تیرے در پر ہمیشہ نہیں پڑا رہ پاتا۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ میں تیرے در پر ہمیشہ نہیں پڑا رہتا کہ جو تو مجھ سے بے نیازی برت کر میرے ساتھ پتھروں جیسا سلوک کر دیا ہے تیری دن رات کی ٹھوکروں سے تو یہ اچھا ہے کہ میں مر جاؤں۔

کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل　　　انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں

میں شراب کا جام نہیں ہوں جو بار بار گردش میں آتا رہتا ہے۔ میں انسان ہوں اس لیے حالات کی گردش سے میرے اوپر جو آفتیں ٹوٹ رہی ہیں اس سے گھبرا جانا بالکل فطری ہے

یارب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے　　　لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرر نہیں ہوں میں

اے خدا اس پوری کائنات میں غالب دو نہیں صرف ایک ہے۔ پھر بھی یہ زمانہ مجھے مٹانے کے درپہ ہے۔ اگر میں مٹ گیا تو دوسرا کوئی غالب میری جگہ لینے کے لیے نہیں ہوگا

حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے　　　آخر گناہ گار ہوں کافر نہیں ہوں میں

اے خدا میں تیری ذات کا منکر نہیں ہوں بلکہ میں مسلمان ہوں بس تھوڑا گناہ گار ہوں لہٰذا میری سزا بھی ایک حد کے اندر ہی ہونی چاہیے۔ مجھ کو دیے جانے والے عذاب میں رعایت ہونی چاہیے۔

غالب وظیفہ خوار ہو دو شاہ کو دعا　　　وہ دن گئے کہ کہتے تھے نوکر نہیں ہوں میں

غالب خود سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے غالب اب وہ زمانہ نہیں ہے کہ جو تم کہا کرتے تھے کہ غالب کسی کا غلام نہیں ہے۔ اب تو تم بادشاہ بہادر شاہ ظفر سے وظیفہ پا رہے ہو اور اسی وظیفے پر تمہارا گذارا ہے۔ اب تمہیں بادشاہ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

سب کہاں کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں   خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

اس مٹی میں کیسی کیسی صورتیں چھپی ہوئی ہیں اس کا کچھ حساب نہیں ہے۔ ان میں سے چند صورتیں ہی لالہ وگل کی شکل میں نمایاں ہوئی ہیں۔ یعنی انسان تو بہت ہیں مگر ایسے انسان جن سے خوشبو پھوٹتی ہو ان کی تعداد برائے نام ہے۔

شب رقیبوں سے بونا خوش پر زبانِ مصر سے   ہے زلیخا خوش کہ محو ماہ کنعاں ہوگئیں

انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنے رقیب سے حسد کرتا ہے۔ مگر زلیخا مصر کی اپنی ان رقیب عورتوں سے خوش ہے جو کہ کنعاں کے چاند (حضرت یوسف) کو دیکھ کر اپنی اپنی انگلیاں کاٹ بیٹھیں۔ زلیخا کو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی تھی کہ دنیا میں اس کے محبوب کے حسن کو دیکھ کر عورتوں کے ہوش وحواس گم ہو گئے تھے۔ اس تلمیح سے غالب کیا مطلب لینا چاہتے ہیں اور شعر کہنے کا مقصد کیا ہے اس کا پتہ اس شعر سے نہیں چلتا۔

نینداس کی ہے دماغ اس کا ہے راتیں اس کی ہیں   جس کے شانے پر تری زلفیں پریشاں ہوگئیں

صرف اس خوش نصیب کو رات میں چین وسکون کی نیند آسکتی ہے جس کے پہلو میں تو دراز ہو اور تیری زلفیں اس کے شانے کے گرد بکھری ہوئی ہوں۔

جاں فزا بادہ ہے جس کے ہاتھ میں جام آگیا   سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں

یہ شراب بدن میں جان ڈال دیتی ہے۔ جس کے ہاتھ میں جام آجاتا ہے اس کی مردنی ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی شراب میں وہ طاقت ہے کہ ہاتھ کی ایک نہیں بلکہ ساری لکیریں جیون ریکھا بن کر زندگی کا پیام دیتی ہیں۔

رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج   مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں

اگر انسان رنج اٹھانے کا عادی ہو جاتا ہے تو احساس تکلیف ختم ہو جاتی ہے۔ یہی میرا حال ہے۔ میرے اوپر اتنی بڑی بڑی مصیبتیں آچکی ہیں کہ اب مجھے ان مشکلات سے کوئی پریشانی یا غم نہیں ہونا۔